تبلیغی اجتماعات کے بارے میں

حضرت جی مولانا انعام الحسن
کاندھلویؒ کا نقطۂ نظر

اجتماعات اصل نہیں کام اصل ہے

حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی طرح حضرت مولانا انعام الحسن صاحبؒ بھی اپنے پورے دورِ امارت میں اس پر زور دیتے رہے کہ دعوت و تبلیغ کی بنیاد اجتماعات پر نہیں ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ اصولوں کی پختگی کے ساتھ جماعتی نقل و حرکت مسلسل و متواتر ہو، یہی وجہ ہے کہ جب علاقوں اور صوبوں کے کام کرنے والے احباب حضرت مولانا سے اجتماع کی تاریخ لینے مرکز آتے تو مختلف انداز سے ان کو اجتماعات کی ترغیب نہ دے کر مسجد وار محنت کو بڑھانے اور ہر جگہ سے جماعتیں نکالنے پر زور دیتے تھے۔ جناب حافظ محمد یوسف صاحب (ٹانڈہ چھپولی) بیان کرتے ہیں کہ حضرت جیؒ کبھی یہ نہیں فرماتے تھے کہ اجتماعات یا جوڑ کرو۔ لیکن جب اس کے لئے کوئی جماعت تاریخ لینے آتی تو فرماتے تھے کہ ایسی محنت کرو کہ علاقہ والے سو فیصد نمازی بن جائیں۔ تعلیم کرنے والے اور تسبیحات ادا کرنے والے بن جائیں۔

محترم پروفیسر کلیم عاجز صاحب (پٹنہ بہار) لکھتے ہیں کہ:

"حضرت مولانا اجتماعات سے بہت حد تک دل برداشتہ تھے اور حتی المقدور ایسے مطالبوں کی حوصلہ افزائی نہیں فرماتے تھے، میرا مشاہدہ و تجربہ یہ ہے کہ حضرت جی کو بڑے اجتماعات کے متعلق شرح صدر نہیں ہوتا تھا لیکن تقاضے اس نوعیت سے کیے جاتے تھے اور اتنا اصرار ہوتا تھا کہ قبول کر لینا پڑتا تھا اُس وقت حالات آغا حشر کشمیری کے اس شعر کے مانند ہو جاتے تھے ؎

غزل اے حشر لکھنا صرف بیجا ہے تخیل کا
مگر لکھوا ہی لیتے ہیں ہمارے مہرباں ہم سے

(۱) علیہ مولانا مفتی محمد روشن صاحب قاسمی مہاراشٹر۔

میں لے تو مرکز میں یہ دیکھا ہے کہ رانچی اور بھاگل پور کے اجتماعات کے لیے بار بار احباب بہار دہلی آکر حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ سے اجتماع کا مطالبہ رکھتے اس کے جواب میں حضرت والا بار بار غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے کام پر استقلال اور جماؤ پر زور دیتے تھے اور ہر مشورہ کے آخر میں حضرت مجھ سے دریافت فرماتے تو میں عرض کرتا کہ جو خیالات حضرت کے ہیں بعینہٖ میرے بھی وہی ہیں۔

اسی طرح اڑیسہ کے آخری اجتماع کی تاریخیں لینے کے لیے کام کرنے والوں کے بڑے وفود مرکز دہلی آئے اور حضرت مولانا منور حسین صاحب اسی مقصد کو سامنے رکھ کر حضرت جی کے ساتھ ساتھ دہلی سے گودھرا تک گئے اور پورے سفر میں مستقل طور پر درخواست کرتے ہوئے یہ الفاظ دہراتے رہے کہ ایک اجتماع مجھے مانگے کا ہی دے دو'

اسی سلسلے کا ایک عجیب واقعہ جو میرے نزدیک حضرت جی رح کے ادبی و شعری ذوق کی بھی نشاندہی کرتا ہے اور عرض کردوں۔ ضلع سہرسا سے ایک بڑے اجتماع کا مطالبہ تھا لوگ خطوط کے ذریعہ اور جماعتیں بنا بنا کر نظام الدین آکر تقاضے رکھ رہے تھے۔ آخری مرتبہ تقریباً ستر اسّی پُرانے ذمہ دار بہار کے نظام الدین آئے ان میں، میں بھی شامل تھا۔

مشورہ مسجد میں صبح کے بیان کے بعد شروع ہوا، لوگ اٹھ اٹھ کر تقاضہ رکھتے رہے لیکن مرکز نظام الدین کے بزرگ سمجھاتے رہے اور غور و فکر کی دعوت دیتے رہے مگر اصرار کم نہ ہوا، پھر ظہر کے بعد بھی نیچے مسجد کے کمرے میں مشورہ ہوتا رہا وہاں بھی بات طے نہ ہو پائی، تو پھر عشاء کے بعد مسجد کے اوپر حصہ میں مشورہ شروع ہوا۔ حضرت جی رح تمام نشستوں میں بنفس نفیس شامل رہے۔ آخر میں خود حضرت جی نے فرمایا کہ بھائی حالات سازگار نہیں ہیں اس لیے چھوٹا موٹا جوڑ کرلو۔ اس پر ہمارے یہاں کے ایک صاحب

کھڑے ہوئے اور انھوں نے ایک بلیغ اور مختصر تقریر فرمائی اور آخر میں اقبال کے مشہور شعر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ حضرت جی دین کے کام میں عشق کے کام میں عشق کی اس محنت میں مصلحت کا دخل کیا ہے۔ اقبال فرماتے ہیں ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

میں —— کیا بتاؤں کہ اس روز مسجد کے اوپر ان صاحب کی تقریر اور اس شعر کی قرات کے بعد کیا ہوا، ادھر ان صاحب نے اقبال کا شعر ختم کیا اُدھر حضرت جی نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

کہتے ہیں جس کو عشق خلل ہے دماغ کا

یہ فرما کر اٹھ کر تشریف لے گئے۔ حضرت جی کا یہ مصرعہ پڑھنا تھا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں زور سے اچھل پڑوں گا۔ اور رقص کرنے لگوں گا لیکن آداب مسجد اور موقع کی نزاکت نے مجھے گویا دبوچ لیا اور بڑی مشکلوں سے میں بیٹھا رہ سکا۔ میں دیوانِ غالب کا تقریباً نیم حافظ ہوں اور بچپن سے غالب پسند اور غالب کے شعر بے ساختہ پڑھنے والا ہوں لیکن میرے خواب و خیال میں بھی اقبال کے اس شعر کے جواب میں غالب کا یہ شعر نہیں آسکتا تھا، اور میں نے سوچا کہ بے شک مومن زندگی کے کسی محاذ پر بھی پیچھے نہیں ہے آگے ہی ہے۔ اس کے بعد مشورہ میں چھوٹا اجتماع طے کر لیا گیا۔[1]

اجتماعات کے سلسلہ میں مختلف مجالس میں حضرت مولانا نے جو ارشادات فرمائے انکا ایک نمونہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ ایک موقعہ پر —— فرمایا۔

"اجتماع میں ہمارا نقصان ہے، ہمارا کام تو یہ ہے کہ ہر آدمی دعوت پر محنت کرے، اجتماع طے ہونے پر اجتماع والوں کا کام تو یہ رہ گیا کہ جماعتیں بھیجی جائیں،

[1] اقتباس مکتوب پروفیسر صاحب بنام راقم سطور۔

اور جماعتوں کا کام اجتماع سے نکلنا رہ گیا اس سے قوتِ دعوت نکل جاتی ہے اور اجتماع کے بغیر کوشش کرنے سے ہر ایک میں دعوت کی قوت آجاتی ہے اور کام میں عمومیت آتی ہے۔"

ایک علاقہ کے ذمہ دار اجتماع کی تاریخ لینے آئے تو اُن سے فرمایا:

"اجتماع کے لئے اتنی وجہ کافی ہے کہ آپ لوگوں نے مل کر اس کو کرنا چاہا، یہ بھی کافی وجہ ہے۔ لیکن ہم پھر بھی اجتماعات کا انکار کرتے ہیں۔ کام کی مصلحت دیکھو، جذبات پر مصلحت غالب رہنی چاہئے۔ کام کی سطح ایسی ہو کہ خطرات کا دفعیہ ہو جائے کرتے تو اللہ ہیں لیکن بندوں کی محنت دیکھ کر کرتے ہیں۔ صبر کے معنیٰ ہیں زیادہ راحت کے لئے تھوڑی تکلیف برداشت کرنا، انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب، جماعت میں اسی کا عادی بننا ہے۔ کام کو سامنے رکھ کر محنت کرو، اجتماع پر نظر نہ رکھو کام پر نظر رکھنے میں افادیت ——— زیادہ ہے اور اس سے نقد نکلنے کی عادت ہوگی۔

اس کے بعد مزید بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا:

"ہم نے سنا ہے کہ قرآن مجید میں امم ماضیہ کے واقعات اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ ان سے عبرت حاصل کر کے قدم سنبھال کر اٹھایا جاوے، اسی طرح جو پچھلے واقعات ہو چکے ہیں ان سے عبرت حاصل کر کے بجائے اجتماع سے نکالنے کے جماعت سے جماعت بنا کر نکالو۔ اگر اجتماع کے ذریعہ سمجھاؤ گے تو اس میں بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ سنتے نہیں ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ ——————————————————————— وہ سنتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ سمجھتے ہیں لیکن کرتے نہیں ہیں۔ لیکن اگر جماعت کسی گاؤں میں ۲۴ گھنٹے کا وقت صحیح گذار کر لوگوں سے کہے کہ اس طرح کیا کرو تو اس سے اجتماع کی بہ نسبت کام زیادہ سمجھ میں آئے گا اور پوری فضا بنے گی۔"

اسی مجلس میں ان آنے والے احباب نے جب کچھ مشکلات کا تذکرہ کر کے یہ کہا کہ اجتماع کے عنوان پر کچھ محنت ہو جاتی ہے، اس لئے اجتماع ہونا چاہئے۔ تو امیر

فرمایا کہ :

"اجتماع کرنے کی اگر وجہ یہ ہے کہ اس تقریب سے محنت ہو جاتی ہے تو آپ بتاؤ کہ پھر یہ محنت آخرت کی تقریب پر کیوں نہیں ہوتی جو متواتر بارہ ماہ تک کی جا سکتی ہے۔ اور جہاں تک مشکلات کا سوال ہے تو میرے بھائیو! دعوت کے کام سے مشکلات نہیں آتیں بلکہ مشکلات تو اپنی نفسانیت سے آتی ہیں۔

حافظ محمد یوسف صاحب (ٹانڈہ چھپرولی) لکھتے ہیں :

"میں نے کھیکڑہ کے اجتماع کے موقعہ پر حضرت جیؒ کی خدمت میں ایک خط دعا کے لئے تحریر کیا تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ!

"ہمارے یہاں اجتماعات اصل نہیں ہیں بلکہ جماعتوں سے جماعتیں نکالنا اصل ہے۔ اجتماعات میں شر کا پہلو غالب ہے۔ اور ان کو بڑی خوشامدوں اور منت سماجت سے (یعنی خوب دعائیں کر کے) خیر منوایا جاتا ہے۔"

ایک مرتبہ کسی علاقہ کے ذمہ دار احباب اجتماع کی تاریخ لینے آئے۔ اس جماعت نے بہت بے تکلفی کے ساتھ کھلے ماحول میں حضرت مولانا سے گفتگو کی، اور دلچسپ سوالات کئے۔ حضرت مولانا بھی بڑی بشاشت اور خوش دلی کے ساتھ ان کے جوابات دیتے رہے۔ یہاں سوالات وجوابات دونوں نقل کئے جاتے ہیں۔

جماعت : ہم اپنے علاقہ میں اجتماع کرنا چاہتے ہیں اس کی تاریخ لینے آئے ہیں

حضرت جی : بھائی اجتماع کے بغیر جماعتیں نکالو۔

جماعت : اجی جماعتیں تو نکالیں گے، اجتماع تو صرف کام کرنے کا بہانہ ہے۔

حضرت جی : بہانہ کی کیا ضرورت ہے، بہانہ بازی کی وہاں ضرورت پڑتی ہے، جہاں حقیقت نہ ہو۔ محنت کو اجتماع کے نام سے کرنے کے بجائے خدا کے نام سے کرو۔

جماعت : ہم جماعتیں بنا کر اجتماع سے نکلیں گے۔

حضرت جی : خوب نکلو اللہ پاک مبارک فرمائے۔ بس ہم یوں کہتے ہیں کہ اجتماع کے نام سے کیوں کرو، خدا کے نام سے کرو۔ دوزخ، حشر نشر وغیرہ کو سامنے رکھ کر

محنت کرنا ہے۔ یہ ہے کندھے کی لاٹھی۔

جماعت: ہم نے ہر علاقہ والوں سے نکلنے کی گفتگو کی ہے۔

حضرت جی: بجائے اجتماع میں سے نکالنے کے سال بھر تک نکالنے کا رخ ڈالو، اجتماع میں نام وشور زیادہ ہوتا ہے، مغز تھوڑا ہوتا ہے۔ اور شریعت کا دستور ہے کہ نام ونمود نہ ہو اور مغز زیادہ ہو، اس کے اندر سلامتی اور کام دونوں زیادہ ہوں گے۔ اب تم جماعت نکالنے کی اس طرح محنت کرو کہ جماعت ہمیشہ نکالتے رہو۔ یہ خیال غلط ہے کہ اجتماع تک نکالیں گے۔ بلکہ یہ طے کرو کہ موت تک جماعتیں نکالیں گے۔ چنانچہ گجرات والوں نے طے کیا ہے کہ چھ ہزار نفر نکالیں گے اور ہر ماہ دو جماعت بیرون کے لئے نکالیں گے۔

جماعت: تاریخ اجتماع طے کر دیجئے، اس کے بعد سے کریں گے۔

حضرت جی: یہی تو کمزوری ہے کہ اجتماع کے بعد سے کریں گے بلکہ یہ طے کرو کہ ابھی سے کریں گے۔ یہ صحیح ہے کہ جو بھی اجتماع کی تاریخ لینے آتا ہے وہ اس غرض سے آتا ہے کہ اجتماع کے ذریعہ کام میں قوت ہوگی۔ حالانکہ تجربہ یہ ہے کہ اجتماع سے نقصان زیادہ ہوتا ہے اور کام کم ہوتا ہے۔ اجتماع میں اب خطرات زیادہ بڑھ گئے ہیں اس لئے کام کو جماعت کے ذریعہ بڑھایا جائے۔ اور ہمارے یہاں کے آدمیوں پر نظر نہ کرو۔ اس لئے کہ دس آدمی جو کام کرتے ہیں، وہ سب یہاں کے ایک آدمی پہ پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے اپنے مقام کے علماء سے اور پرانوں سے کام لو۔

اس گفتگو کے بعد آنے والے حضرات مطمئن ہو کر وعدہ کر کے گئے کہ بغیر اجتماع کے جماعتیں نکالیں گے۔

حضرت مولانا اجتماعات کو اس دعوتی کام کی ظاہری شکل وصورت سمجھتے ہوئے اس پر زور دیتے تھے کہ اس کام کی حقیقت اور گہرائی تک پہونچا جائے کہ یہی اصل چیز ہے اور کام کی حقیقت اور گہرائی تک پہونچنے کا ذریعہ حضرت مولانا کی نگاہ میں بڑے بڑے اجتماعات نہیں تھے۔ بلکہ تعلیم، گشت اور اجتماعی وانفرادی اعمال تھے۔ چنانچہ

کارکنان ہند کے ایک جوڑ میں فرمایا۔

"ہر چیز کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت۔ حقیقت آتی ہے محنت کرنے سے، جان و مال کی قربانی دینے سے۔ چھوٹے چھوٹے بچے بازار سے پلاسٹک کی موٹریں خرید کر لاتے ہیں۔ یہ صرف ایک صورت ہے لیکن موٹر کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے اس کو لاکھوں روپے دے کر خرید کر لاتے ہیں اور پھر اس سے نفع اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ دین کی محنت بھی ایسی ہی ہے۔ یہ اللہ جل شانہ نے ایک ظاہری صورت میں مرحمت فرمائی ہے اس میں تعلیم اور گشت کے ذریعہ انفرادی اجتماعی اعمال کے ذریعہ جتنی محنت کر لی جائے گی، اتنی ہی اللہ پاک حقیقت پیدا فرما دیں گے اور جتنی حقیقت آجائے گی اتنے ہی فائدے دنیا میں اس کے محسوس ہونے لگیں گے۔ لہٰذا خالی صورت پر قناعت کر لینا یہ مناسب نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت لانے کے لئے محنت کرنا ضروری ہے۔ اور دین کی حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اندر خدا کا دھیان پیدا ہو جائے[1]

اسی طرح کارکنان بہار سے ان کی آمد کے موقع پر اس طرح خطاب فرمایا۔

"کام کا آج استقبال ہے لیکن ساتھ میں فتنے کے بھی خطرات ہیں۔ کام جتنا نام و نمود سے محفوظ رہے گا اتنا ہی اچھا ہے۔ اجتماع میں جمعیت اور ہنگامہ ہوتا ہے۔ نتائج کے ظاہر ہونے کا انکار نہیں ہے۔ پہلے منفعت والا پہلو غالب تھا۔ اب مضرت والے پہلو کے غالب ہونے کا شبہ ہے۔ لہٰذا اجتماعات سے بچتے ہوئے کام ہو تو اچھا ہے

استعینوا علی حوائجکم بالکتمان۔ آج بلا ارادہ اجتماعات کی کثرت بڑھ گئی ہے جو کیا جائے تو اس میں مضرت زیادہ ہے۔ اللہ ہماری حفاظت کرے۔ جی چاہتا ہے کہ کام بلا اجتماع کے ہو۔ یہ راستہ اسلم و محفوظ ہے۔

جماعتیں پھرنے سے تو ماحول بنتا ہے لیکن اجتماعات سے ہنگامیت آتی ہے اور اجتماعات کی وجہ سے جماعتوں کی کارکردگی میں ضعف آتا ہے[2]

---

[1] اقتباس از تقریر بموقع جوڑ کارکنان ہند، مرکز دہلی [illegible]

[2] ارشاد بموقع آمد کارکنان بہار [illegible]

کرتا ہے۔

"مکرم و محترم بندہ محمد الیاس صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
عنایت نامہ ملا۔ کارگزاری سے مسرت ہوئی۔ حالات کی ناسازگاری کے باوجود نکل پڑنے کی خبر سے مزید خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قبول اور بار آور فرمائے۔ اور آپکے حالات کی درستی اور عافیت اور خوشحالی کا ذریعہ فرمائے۔ اس عمل کی بھاری طاقتوں اور بے حساب قوتوں اور عجیب عجیب نصرتوں کا ظہور اس شکل میں ہوتا ہے کہ کرنیوالا ہر حال میں لگا رہے اور جتنا کرنا طے کرے، دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی حالت اسے چھڑا نہ سکے۔

جو اجتماع ہونے جا رہا ہے اس کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ جتنی جماعتیں اجتماع کی محنت کو نکلیں چلہ والی یا تین چلہ والی یا کم زیادہ وہ اجتماع کی دعوت دینے یا اجتماع میں سے چلہ کی دعوت دینے کو کام نہ بنالیں بلکہ نقد نکال ڈالنے پر ــــــ زور دیں، (دور اور دیر کے لئے) لیکن جو شخص کسی بھی تشکیل پر آمادہ نہ ہو سکے اس کو اجتماع میں سے چلہ دینے پر آمادہ کر لیا جائے۔ جھنڈیاں، رنگین روشنیاں، بیٹی بلّے، ایک سی ٹوپیاں کوئی وردی، یونیفارم اجتماع کے خادموں کا نہ ہو، اسی طرح دروازے، اشتہار، پوسٹر، وغیرہ بھی نہ ہوں، فیصلہ کر لیں کہ اصل تو بے خرچ کا اجتماع کرنا ہے، گھاس یا زمین کا فرش ہو، آسمان کا سایہ اور ایک لالٹین نام لکھنے کو ہو، تالابوں میں وضو کا پانی اور خدا کی زمین پہ نماز کی ادائیگی۔ اپنے گھر کا کھانا یا ہوٹل کا، (اجتماع کیلئے بس اتنی چیزیں ضروری ہیں)۔ ــــــــــــ رہا لاؤڈ اسپیکر تو ۳،۴، ہزار آدمیوں تک تو اس کی حاجت نہیں، زیادہ ہوں تو جمعہ عیدین کی نماز کے مکبروں کی طرح درمیان میں آدمی کھڑا کر کے یا اجتماع کے چار ٹکڑے چار شخصوں کے حوالہ کر کے بھی کام ہو سکتا ہے، چندہ نہ اپنوں سے ہو نہ غیروں سے، جو خود لاکر دینا چاہے اسے بھی ٹالو اور تین چلہ اور چلہ کا فیصلہ کر کے دینے کا اصرار باقی رہے۔ تو اس کے شوق و ارادے سے کچھ کم کر کے لے لو۔ یہ لینا بھی کام میں لگے رہنے والے

ے مناسب ہوگا۔ اجنبی سے نہیں پھر جتنا روپیہ ہاتھ میں ہو اتنا خرچ کریں اس سے زیادہ نہیں۔ بزرگوں سے دعا کی درخواست کریں مقامی کام زور سے ہر جگہ چالو کریں۔ اور ہر تعلیم اور مجلس کے بعد اجتماع کی کامیابی اور برکت کی دعا کرنا شروع کردیں۔ علاقہ کی مستورات میں اجتماع کرکے ان کو مردوں کی تشکیل کرنے کی ترغیب دیں اور عورتیں بھی روزانہ ہر عبادت کے بعد اجتماع کی کامیابی کی دعا کیا کریں۔ اجتماع ـــ کی تاریخ تک ـــ پیدل جماعتیں اجتماع کے مقام کی طرف چالو کریں۔ علاقہ کے خواص کو ان کے اثرات والے گاؤں میں بھیج کر ایک پرانا ان کے ساتھ میں کرکے دعوت دلوائی جائے۔ علاقہ کے کارکن ہر ماہ جمع ہو کر محنت کی صحت و کامیابی کا جائزہ لیا کریں۔ ان سب تدابیر کو ذریعہ اور بہانہ جان کر دعاؤں کی مقدار کو بڑھائیں۔

بندہ انعام الحسن عفزلہ ۹، ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

مثبت پہلو پر زور اور منفی رجحان سے اجتناب۔

حضرت مولانا کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ ہر اس پہلو اور رجحان سے احتراز فرماتے تھے جو منفی اور سلبی رخ اپنے اندر لیے ہوئے ہو، یہاں تک کہ گفتگو اور تقریر میں بھی اس طرح کی کوئی بات نہ آنے دیتے تھے فرماتے تھے کہ منفی رخ کے مقابلہ میں مثبت اور ایجابی طرز اپنے زیادہ اثر و تاثیر رکھتا ہے اور مخاطب اس طریقہ کار سے حق کو جلد قبول کرلیتا ہے نیز ایجاب و اثبات میں خطرات و خدشات بھی اس درجہ کے نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے دعوت و تبلیغ کی مخالفت میں شائع ہونے والی کسی بھی تحریر کا کبھی نہ خود جواب دیا اور نہ کسی کو جواب دینے کی اجازت دی۔ ایسے مواقع پر یہ ارشاد فرماتے تھے کہ بس اخلاص و استخلاص کے ساتھ کام کرتے رہو اور اللہ جل شانہ سے مانگتے رہو تمہارا کام کرنا ہی تمام اشکالات کو ختم کردے گا۔ آخری سالوں میں ایک مخصوص حلقہ کی جانب سے جب کچھ کتابیں عربی زبان میں شائع ہو کر بکثرت پھیلائی گئیں تو ایک ذی مرتبت عالم دین نے ان کا جواب لکھنے کی اجازت چاہی تو اس پر فرمایا کہ: